ابوسعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

تقریر

تقریر بابت عیدالفطر
وقت5-7منٹ

ہم عید کیسے منائیں؟

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَلتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللهَ عَلىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْن (البقرہ:186)

ترجمہ: چاہتاہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اُس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ

(ابن ماجہ جلد اوّل باب68)

ترجمہ: جو محض للہ اپنا احتساب کرتے ہوئے دونوں عیدوں کی راتوں میں عبادت کرتا ہے اس کا دل ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا جاتا ہے اور وہ نہیں مرتا جبکہ دنیا کے دل مر جائیں گے۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پہ نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اُسے دے چکے مال و جان بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

سامعین کرام! ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج عید الفطر منا رہے ہیں۔ ہمیں اس عید کو کیسے منانا چاہیے اور کن خطوط پر چل کر ہم حقیقی عید کو پاسکتے ہیں اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام نے جو راہ نمائی فرمائی ہے اس میں چند ارشادات یہاں پیش ہیں۔

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سب صاحب یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں ایسے دن مقرر کئے ہیں کہ وہ دن بڑی خوشی کے دن سمجھے جاتے ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ نے عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔ مجملہ ان دنوں کے ایک جمعہ کا دن ہے۔ یہ دن بھی بڑا ہی مبارک ہے۔ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جمعہ ہی کو پیدا کیا اور اسی دن ان کی توبہ منظور ہوئی تھی اور بھی بہت سی برکات اور خوبیاں اس دن کی ماثور ہیں۔ ایسا ہی اسلام میں دو عیدیں ہیں۔ ان دونوں دنوں کو بھی بڑی خوشی کے دن مانا گیا ہے اور ان میں بھی عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ یہ دن بیشک اپنی اپنی جگہ مبارک اور خوشی کے دن ہیں۔ لیکن ایک دن ان سب سے بھی بڑھ کر مبارک اور خوشی کا دن ہے، مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نہ تو اس دن کا انتظار کرتے ہیں اور نہ اس کی تلاش، ورنہ اگر اس کی برکات اور خوبیوں سے لوگوں کو اطلاع ہوتی یا وہ اس کی پرواہ کرتے تو حقیقت میں وہ دن ان کے لیے بڑا ہی مبارک اور خوش قسمتی کا دن ثابت ہوتا اور لوگ اُسے غنیمت سمجھتے۔ **وہ دن کونسا دن ہے جو جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر اور مبارک**

دن ہے؟ مَیں تمہیں بتاتاہوں کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے جو ان سب سے بہتر ہے اور ہر عید سے بڑھ کر ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس دن وہ بد اعمال نامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے اور اندر ہی اندر غضبِ الٰہی کے نیچے اُسے لارہا تھا دھو دیا جاتا ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حقیقت میں اس سے بڑھ کر انسان کے لیے اور کونسا خوشی اور عید کا دن ہو گا جو اسے ابدی جہنم اور ابدی غضبِ الٰہی سے نجات دیدے۔ توبہ کرنے والا گنہگار جو پہلے خدا تعالیٰ سے دور اور اس کے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ اب اس کے فضل سے اُس کے قریب ہو تا اور جہنم اور عذاب سے دور کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ (البقرہ:223) بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔ اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنالیتا ہے، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نِری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ پس جو دن ایسا مبارک دن ہو کہ انسان اپنی بد کرتوتوں سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا عہدِ صلح باندھ لے اور اس کے احکام کے لیے اپنا سر خم کر دے تو کیا شک ہے کہ وہ اس عذاب سے جو پوشیدہ طور پر اس کے بد عملوں کی پاداش میں تیار ہو رہا تھا بچایا جاوے گا۔"

(ملفوظات جلد7 صفحہ 147-149 ایڈیشن 1984ء)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"آج عید کا دن ہے اور رمضان شریف کا مہینہ گزر گیا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ایام تھے جبکہ اس نے اس ماہ مبارک میں قرآن شریف کا نزول فرمایا اور عامہ اہل اسلام کے لئے اس ماہ میں ہدایت مقدر فرمائی۔ راتوں کو اُٹھنا اور قرآن شریف کی تلاوت اور کثرت سے خیرات وصدق اس مہینہ کی برکات میں سے ہے۔ آج کے دن ہر ایک کو لازم ہے کہ سارے کنبہ کی طرف سے محتاج لوگوں کی خبر گیری کرے۔ دو ٹپک گیہوں کے یا چار جَو کے ہر ایک نفس کی طرف سے صدقہ نماز سے پیشتر ضرور ادا کیا جاوے اور جن کو خدا نے موقع دیا ہے وہ زیادہ دیویں۔"

(خطبات نور صفحہ 179)

حضورؓ پھر فرماتے ہیں کہ

"مخلوق پر شفقت کرنے کے لئے رمضان کی عید میں صدقۃ الفطر کو لازم ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ نماز میں جب جاوے تو اس کو ادا کرلے اور پھر یہ صدقہ خاص جگہ جمع کرے تاکہ مساکین کو یقین ہو جائے کہ ہمارے حقوق کی حفاظت کی جائے گی... پس کیا ہی مستحق ہے صلوٰۃ وسلام کا وہ رسول جس نے ہمیں ایسی عمدہ راہ دکھائی۔ یہ چیزیں صرف اسی بات کے لئے تھیں کہ اللہ کی نسبت فرائض جو انسان کے ہیں اور جو فرائض مخلوق کی نسبت ہیں ان کو پورا کریں۔ مگر دنیا کے کسی میلے کو دیکھ لو، ان میں یہ حق وحکمت کی باتیں نہیں جو عیدین میں ہیں۔"

(خطباتِ نور صفحہ 430)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اسلام نے بھی سال میں دو عیدیں رکھی ہیں جن میں سے ایک کا نام عید الفطر ہے اور دوسری عید الاضحیہ۔ ان کے علاوہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کو بھی مسلمانوں کے لئے عید کا دن قرار دیا ہے گویا اسلام دوسری قوموں اور مذاہب سے عید کے لحاظ سے بھی بڑھ کر ہے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عید کہتے کس کو ہیں؟ آخر کوئی وجہ بھی ہے جس کی وجہ سے ہر قوم اور مذہب میں عید رکھی گئی ہے۔

عید اس لئے رکھی گئی ہے کہ انسان اگر ہمیشہ رنج کی طرف ہی دیکھتا رہے تو اس کے قویٰ مضمحل ہو جائیں۔ کبھی کبھی اس کی نظر اپنے اعلیٰ مقاصد اور کامیابیوں کی طرف بھی جانی چاہئے۔ اگر وہ اپنی کامیابیوں کو یاد کرتا رہے اور اپنے مقاصد کو سامنے رکھے تو اسکا حوصلہ بڑھتا چلا جائے گا اور اس طرح قوم مرنے نہیں پائے گی۔

ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ہماری عیدوں کے پیچھے حقیقی خوشی کی بنیاد پائی جاتی ہے یا نہیں۔ اگر ہماری عید کے پیچھے حقیقی خوشی کی بنیاد پائی جاتی ہے تو وہ ہمارے لئے موجب برکات ہے اور اگر اس کے پیچھے حقیقی خوشی کی بنیاد نہیں پائی جاتی تو پھر ہر عید جو آئے گی ہمیں پہلے سال سے بھی زیادہ مُردہ بنائے گی... قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ عید تین وجوہات کی بنا پر منائی جاتی ہے۔ اوّل انسان کو اس کا محبوب یعنی خدا مل جائے۔ جب اسے خدا مل جائے گا تو اس کی عید حقیقی معنوں میں عید ہو گی۔ لیکن اگر اسے خدا نہیں ملتا تو پھر عید کیسی؟... اگر کوئی ایسی جماعت تھی جو اس بات کی دعویدار تھی کہ ہمیں خدا تعالیٰ مل گیا ہے تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ

تھے۔پس جس شخص کو اس کا محبوب مل جائے اس کی عید بن جاتی ہے۔غالب کہتا ہے کہ اصل خوشی اس شخص کی ہے جس کے بازو پر اس کے محبوب نے سر رکھ دیا ہو۔ پس اصل خوشی اسی شخص کی ہے جس نے خدا تعالیٰ کو دیکھا ہو اور اس سے باتیں کی ہوں...غرض ایک عید اس شخص کی ہوتی ہے جسے اس کا محبوب یعنی خدا تعالیٰ مل جائے اور یہ حقیقی عید تھی جو صحابہؓ کو حاصل تھی۔اسی طرح یہ عید خلفاء راشدین کے زمانہ میں اور اس کے بعد بھی ایک عرصہ تک چلی گئی...بہر حال ان وجوہات میں سے جن کی وجہ سے صحابہؓ عید منایا کرتے تھے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ انہیں ان کا محبوب یعنی خدا تعالیٰ مل گیا تھا۔

عید منانے کی دوسری وجہ جو قرآن کریم سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ فردی ترقی کے علاوہ قومی ترقیات بھی اس قدر مل رہی ہوں کہ جدھر بھی قوم منہ کرے کامیابیاں اور کامرانیاں اس کے قدم چومیں۔صحابہؓ نے اتنی فتوحات حاصل کیں کہ جدھر بھی وہ منہ کرتے تھے فتح و نصرت ان کے ساتھ رہتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ جنّات ہیں جدھر بھی منہ کرتے ہیں دنیا کو مطیع بناتے چلے جاتے ہیں۔پہلی چیز روحانی اور فردی تھی اور یہ مادی اور قومی تھی جس کی وجہ سے صحابہؓ عید منانے کے مستحق تھے۔

تیسری وجہ عید منانے کی یہ ہوتی تھی کہ قومی اخلاق اس قدر بلند ہوں کہ لوگ کسی پر ظلم نہ کریں اور ہر شخص یہ سمجھے کہ اس کے حقوق محفوظ ہیں۔صحابہؓ اخلاق لحاظ سے اتنے کمال پر تھے کہ اس زمانہ میں ہر شخص کے حقوق محفوظ تھے اور وہ کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے... بہرحال یہ تیسری وجہ تھی جس کی وجہ سے صحابہؓ عید منانے کے حقدار تھے اور ان کی عید حقیقی عید تھی...یہ چیز ان لوگوں کی عید کا موجب تھی۔جس قوم میں ایسے افراد پائے جاتے ہوں جن کو خدا مل گیا ہو، جس قوم میں ایسے افراد پائے جاتے ہوں جنھوں نے نہ صرف انفرادی اور روحانی ترقیات حاصل کی ہوں بلکہ قومی ترقیات بھی حاصل کی ہوں اور جس طرف وہ منہ کرتے ہوں کامیابیاں اور فتوحات ان کے قدم چومتی ہوں۔جس قوم میں ایسے بلند اخلاق پائے جاتے ہوں کہ ان کے زمانہ میں کسی کو اپنا حق مارے جانے کا خیال بھی پیدا نہ ہو۔وہ قوم مستحق ہے حقیقی عید منانے کی۔وہ قوم مستحق ہے حقیقی خوشیاں منانے کی۔کیا دنیا میں اب بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں؟اس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے عید مناتے تھے کہ آپؐ کا محبوب یعنی خدا تعالیٰ آپ کو مل گیا اور مسلمان اس لئے عید مناتے تھے کہ ان کے آقا کی جائیداد انہیں مل گئی اور اس کی حکومت دنیا میں قائم ہو گئی۔

لیکن سوال یہ ہے کہ آج ایک مسلمان کیوں عید مناتا ہے۔کیا وہ اس لئے عید مناتا ہے کہ اس کے باپ دادا کی جائیداد ایک ایک کرکے اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔کیا وہ اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ اس کی اپنی روحانی جائیداد ایک ایک کرکے اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔کیا وہ اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ عدل و انصاف اس میں باقی نہیں رہا۔آخر وہ کونسی چیز ہے جس پر خوش ہو کر وہ عید مناتا ہے۔کیا وہ نئے کپڑے بدلنے یا طرح طرح کے کھانا کھانے پر خوش ہوتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ عید پہلے زمانہ میں انعام تھی۔لیکن اب تازیانہ ہے اور ہر عید جو آتی ہے وہ ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ بولو! تم عید کیوں منا رہے ہو۔ہم بے شک ظاہر میں عید مناتے ہیں لیکن اس کے موجبات اور محرکات ہم میں موجود نہیں۔...اگر مسلمان یہ کام کرسکتے ہیں تو ان کی عید، عید ہے۔ورنہ ان کی عید کوئی عید نہیں۔...پھر ہم کس چیز کی عید منا رہے ہیں۔ یہ ایک سوال ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو اپنے نفس سے پوچھنا چاہئے۔اگر واقعہ میں ہم میں جانی اور مالی قربانی کی روح پائی جاتی ہے۔اگر ہم خدا تعالیٰ کے سامنے رو رو کر اس کی مدد طلب کرتے ہیں تو واقعی ہماری عید، عید ہے۔اور ہم اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آنکھ اٹھانے کے قابل ہیں۔ورنہ ہماری عید کچھ بھی نہیں بلکہ ہر عید ہمیں پہلے سے بھی زیادہ مردہ بنا دے گی۔"

(خطبات محمود جلد اول صفحہ 301-309)

فرمایا:

"جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے بھی غرباء کی فلاح اور بہبود کے لئے خرچ کرو۔یہ روح جس دن مسلمانوں میں پیدا ہوگی درحقیقت وہی دن ان کے لئے حقیقی عید کا دن ہوگا۔کیونکہ رمضان نے ہمیں بتایا ہے کہ تمہاری کیفیت یہ ہونی چاہئے کہ تمہارے گھر میں دولت تو ہو مگر اسے اپنے لئے خرچ نہ کرو۔بلکہ دوسروں کے لئے کرو۔"

(خطبات محمود جلد اوّل صفحہ 342)

حضورؓ فرماتے ہیں:

"حقیقی عید وہی ہے جس میں انسان کو عمل میں لذت محسوس ہونے لگے اور وہ خدا کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کی آگ میں کودنے کے لئے تیار رہے اور کبھی ترک عمل کے قریب بھی نہ جائے۔یہ مقام جب کسی فرد یا قوم کو حاصل ہو جاتا ہے تو اسے حقیقی عید میسر آجاتی ہے اور دینی اور دنیوی مقاصد میں وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔پس

کوشش کرو کہ تمہیں یہ عید میسر آئے اور تمہاری تمام تر لذت اور تمہاری ساری خوشی اسی بات میں ہو جائے کہ تم خدا کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردو اور اسی کو اپنی عید سمجھو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو اور وہ تمہیں اس حقیقی عید سے حصہ دے جس کے میسّر آنے کے بعد دنیا کی کوئی تکلیف انسان کو پریشان نہیں کر سکتی۔"

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 265)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"حقیقی عید کیا ہوئی۔ یہی کہ خدا سے تعلق ہو جائے، اس سے ملاقات ہو جائے پھر کوئی برکت نہیں جو حاصل نہ ہو، کوئی راحت نہیں جو میسر نہ آئے بلکہ ایسے شخص کے لئے ہر ایک آن عید ہے۔ پس عید کیا ہے؟ خدا سے ملنا۔ اس لئے عید کے دن سے عبرت حاصل کرو اور خدا سے ملنے کی کوشش کرو ایسی کوشش جو کبھی سست نہ ہو۔ اگر اس کو پالو گے تو کوئی رنج نہیں جو دور نہ ہو جائے اور کوئی راحت نہیں جو میسر نہ آئے۔ جس کو خدا تعالیٰ مل جائے اس کو کوئی موت رنجیدہ نہیں کر سکتی کوئی غصہ دکھ نہیں دے سکتا۔ دیکھو بیوی خاوند جن میں خوب محبت ہو اور پھر کوئی ایسا وقت جبکہ ایک دوسرے کو یقین ہو کہ ہم میں بہت محبت ہے اس وقت اگر خاوند غصہ والی شکل بنائے بھی تو کیا عورت ناراض ہو گی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ہنس دے گی اور سمجھے گی کہ یہ بھی پیار ہے۔ پس جس کے ساتھ خدا کو محبت ہو اور جس کا خدا سے تعلق ہو اسے اگر غصہ کی نظر سے بھی دیکھے تو وہ رنجیدہ نہیں ہو گا بلکہ یقین کرے گا کہ یہ غصہ نہیں بلکہ یہ بھی ایک اظہار محبت کا طریق ہے۔ کسی عزیز کی موت اسے غمگین نہیں کر سکتی، کوئی لڑائی، کوئی فتنہ اور کوئی منصوبہ اس کو غمگین نہیں کر سکتا، کوئی بیماری اور کوئی روگ ہو اس کا دل افسردہ نہیں ہو سکتا۔ پس اگر عید چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ سفید کپڑے پہننے اور سیویاں کھانے کا نام عید نہیں ہے بلکہ عید یہ ہے کہ خدا سے تعلق ہو جائے اور بندے کی اس سے صلح ہو جائے۔ یہ عید جب آتی ہے تو جاتی نہیں اور اس عید کے دن کی شام نہیں۔ اس کو کوئی زمانہ ہٹا اور ختم نہیں کر سکتا۔ وہ دن ایسا ہے کہ اس کی عید ختم نہیں ہوتی۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تُو ہے

وہ عید نہ اس دنیا میں ختم ہوتی ہے نہ قبر میں ختم ہوتی ہے نہ اگلے جہان میں ختم ہوتی ہے بلکہ اس عید کا دن یہاں چڑھنا شروع ہوتا ہے اور اگلے جہان میں عروج پر ہوتا ہے۔"

(خطبات محمود جلد اوّل صفحہ 85)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

"ایک احمدی کی عید محض دنیوی عید نہیں ہوتی۔ محض دنیا کی عید جس میں روحانی خوشیاں شامل نہ ہوں یا ان کے لئے جدوجہد نہ ہو یا ان کے حصول کے لئے دعائیں نہ ہوں یا ان کے حصول کے لئے جو دعائیں کی گئی ہیں وہ قبول نہ ہوں تو ایسی عید ایک احمدی کی عید نہیں ہوتی۔ ایک احمدی کی عید ہے ہی روحانی عید۔ چونکہ ہر احمدی (مومن) نوع انسانی کی خدمت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے اس کی عید حقیقی معنی میں اس وقت ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی دعائیں قبول ہو کر اس کے لئے روحانی خوشیوں کے سامان پیدا کئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ چونکہ بڑا دیالو ہے اس لئے وہ اس کے ذیل میں حسناتِ دنیا بھی دے دیتا ہے۔"

(خطباتِ ناصر جلد دہم صفحہ 72-73)

فرمایا:

"عید الفطر، تمہیں یہ بھی یاد دلاتی ہیں کہ اگر تم چاہو تو ہر روز تمہارے لئے عید بن سکتا ہے۔ اگر تم چاہو تو ہر روز اوّاب کی حیثیت میں میرے حضور آسکتے ہو اور اگر تم چاہو اور اس طرح میرے سامنے آؤ تو پھر میں توّاب کی حیثیت میں تم پر ایک نیا جلوہ نئی شان کے ساتھ کروں گا اور تمہارے لئے ایک نئی عید پیدا کروں گا۔"

(خطبات ناصر جلد 10 صفحہ 21)

حضورؒ فرماتے ہیں:

"قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر ہم غور کرتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی دنیوی خوشی اور عید وہی ہے جو خدا تعالیٰ کے کہنے پر منائی جائے۔ اسی میں خیر ہے۔ اسی میں برکت ہے اور جب ہمیں خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ خوش ہو جاؤ اور خوشی سے اچھلو تو ہمارا کام ہے کہ ہم خوش ہوں اور ہماری طبیعتوں میں بشاشت پیدا ہو اور ہم خوشی سے اچھلیں۔ جب ہمارا خدا ہمیں کہتا ہے کہ کھاؤ اور پیو تو ہمارے لئے یہ فرض ہے کہ ہم اس کے شکر گزار بندے بنتے ہوئے کھائیں بھی اور پیئیں بھی اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی کھلائیں اور پلائیں۔"

(خطبات ناصر جلد 10 صفحہ 28)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”رمضان المبارک کے کئی اسباق ہیں ان میں سے دو بڑے گہرے سبق ہیں جو دراصل رمضان ہی کا نہیں بلکہ ہر مذہب کا خلاصہ ہیں ان میں سے ایک عبادتِ الٰہی ہے اور دوسرا بنی نوع انسان کے ساتھ سچی ہمدردی اور پیار اور خدمتِ خلق اور لوگوں کے دُکھ سُکھ میں شریک ہونا ہے۔ یہ دو گہرے سبق ہیں جو رمضان ہمارے لئے لے کر آتا ہے... جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے عید کا دوسرا پہلو خدمتِ خلق ہے۔ غریب کے دُکھ میں شریک ہونا اس کا دُکھ بانٹنا اور اپنا سُکھ اس کے ساتھ تقسیم کرنا یہ اَور اس قسم کے دوسرے نیکی کے کام خدمتِ خلق سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ رمضان سے پہلے مَیں نے احباب جماعت پر بڑی تفصیل سے واضح کیا تھا کہ رمضان میں ایک بڑا گہرا سبق پایا جاتا ہے اور روزہ کے اندر دوسری بہت سی حکمتوں کے علاوہ ایک بڑی گہری حکمت یہ ہے کہ امراء بھی غریبوں کے دُکھوں کو سمجھنے کے اہل ہو سکیں۔ ان تلخیوں میں سے گزریں جن تلخیوں میں سے اکثر غرباء ہمیشہ گزرتے ہیں اور وہ ایک طرف تو خُدا کا شکر کریں کہ یہ ایک مہینہ جو ہم نے گزارا ہے ہمارے بعض بھائی ایسے ہیں جن کے بارہ مہینے اسی طرح گزرتے ہیں اور پھر اس شکر کے ساتھ ان کے بارہ مہینے کے دُکھ آسان کرنے کی کوشش کریں۔ یہ وہ دوسرا سبق ہے جو رمضان شریف نے ہمیں عطا کیا ہے۔

پس لازمًا اس عید میں بھی خدمتِ خلق کا پھل لگنا چاہئے۔ یہ دوسرا میٹھا پھل ہے جو اس عید کو قدرتی طور پر عطا ہونا چاہئے۔ لیکن اگر آپ اس پھل کی طرف ہاتھ نہ بڑھائیں اور اپنی لذّتیں دوسری جگہ ڈھونڈیں تو آپ یقیناً بور ہوں گے کیونکہ یہ بات اور یہ سوچ انسان کو اپنے مقصد سے ہٹانے والی ہے۔ اس نقطۂ نگاہ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو وہ مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے جو بعض لوگوں کے لئے پیدا ہو جاتا ہے کہ مزاج خراب ہو رہے ہیں، مصیبت پڑی ہوئی ہے، بور ہو رہے ہیں، یوں گھروں میں اور اپنے رشتہ داروں میں جاجا کر جن کے گھروں میں ہمیشہ جاتے تھے...... مَیں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آج کے دن امراء اپنے غریب بھائیوں کے گھروں میں جائیں اور وہ تحفے جو آپس میں بانٹتے ہیں ان میں اپنے غریب بھائیوں کو بھی شامل کریں۔ آپس میں بھی ضرور کچھ نہ کچھ بانٹیں کیونکہ یہ حق ہے۔ ذی القربیٰ کا بھی حق ہے۔ دوستوں کا بھی حق ہے، یہ حقوق بھی ادا ہونے چاہئیں۔ لیکن ایک حق جو آپ مار کر بیٹھ گئے ہیں جب تک وہ حق ادا نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نظارہ نہیں دیکھ سکیں گے اور وہ حق جس کے متعلق مَیں نے کہا ہے مار کر بیٹھ گئے ہیں اس حق سے مراد ہے۔ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ۔ لِلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔ (المعارج: 26-27) کہ جن کو ہم نے بڑی بڑی نعمتیں عطا کی ہیں اور دولتیں بخشی ہیں ان کے اموال میں غرباء کا حق ہے... اگر آپ غریب لوگوں کے گھروں میں جائیں گے اور ان کے حالات دیکھیں گے تو مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بعض لوگ ایسی لذتیں پائیں گے کہ ساری زندگی کی لذتیں ان کو اس لذت کے مقابل پر ہیچ نظر آئیں گی اور حقیر دکھائی دیں گی تو کچھ ایسے بھی واپس لوٹیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوں گے اور وہ استغفار کر رہے ہوں گے اور اپنے رب سے معافیاں مانگ رہے ہوں گے کہ اے اللہ! ان لوگوں سے ناواقفیت رکھ کر اور ان کے حالات سے بے خبری میں رہ کر اور ان کے حالات سے بے خبری میں رہ کر ہم نے بڑے ناشکری کے دن کاٹے ہیں، ہم تیرے بڑے ہی ناشکر گزار بندے تھے، نہ ان نعمتوں کی قدر کر سکے جو تُو نے ہمیں عطا کر رکھی تھیں نہ ان نعمتوں کا صحیح استعمال جان سکے جو تو نے ہمیں عطا کر رکھی تھیں اور واپس آکر وہ روئیں گے خدا کے حضور اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان آنسوؤں میں وہ اتنی لذّت پائیں کہ دنیا کے قہقہوں اور مسرّتوں اور ڈھول ڈھمکوں اور بینڈ باجوں میں وہ لذتیں نہیں ہوں گی۔ ان کو بے انتہاء ابدی لذتیں حاصل ہوں گی اور زائد نہ ہونے والے بے انتہاء سرور ان کو عطا ہوں گے۔

یہ ہے وہ عید جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عید ہے۔ یہ ہے وہ عید جو درحقیقت سچے مذہب کی عید ہے۔ پہلے بھی یہی عیدیں تھی جو خدا نے عطا کی تھیں۔ لیکن بعد میں آنے والوں نے ان عیدوں کے مزاج بدل ڈالے۔ ان کے مضمون کو بھلا دیا۔ اپنی عید کے رنگ بگاڑ دیئے تو وہ عیدوں کے مقاصد سے دُور جا پڑے۔ ان کے لئے وہ عیدیں، عیدیں نہ رہیں جو خدا اپنے مومن بندوں کو عطا کرنا چاہتا ہے۔“

(خطبہ عید الفطر 12/ جولائی 1983ء)

حضورؒ فرماتے ہیں:

”بہت سے ایسے ہیں جو پاکستان میں دکھ اٹھا رہے ہیں۔ ان کے بھائی امریکہ یا کینیڈا یا جرمنی وغیرہ میں یا انگلستان میں موجود ہوں۔ اگر ہزاروں کوس کے فاصلہ پر وہ اُن کی ہمدردی نہیں کرتے اور ان بھوکوں کی خبر گیری نہیں کرتے تو گویا انہوں نے اسلام کے ایک بنیادی اصول کو نظر انداز کر دیا۔ پس اپنے بھائیوں کو خواہ وہ ہزاروں کوس کے فاصلے پر ہوں ہمیشہ ہمدردی کی نظر سے دیکھو اور جو خدمت بھی خدا تمہیں توفیق دے ان کی کرتے رہا کرو۔“

(خطبات عیدین، خطبہ عید الفطر فرمودہ 8/ جنوری 2000ء صفحہ 333)

فرمایا:

”اپنی عید کی خوشیوں میں اپنے غریب بہن بھائیوں کو بھی ضرور شامل کریں۔ میں ہمیشہ اس عید کے موقع پر یہ نصیحت کیا کرتا ہوں کہ اگر امراء اپنے بچوں کے علاوہ غریبوں کے گھر جاکر ان کو عیدی دیں تو ان کا دل بے انتہا شکر سے لبریز ہو کر ان کو دعائیں دے گا۔ وہ ایسی دعائیں ہیں جو ضرور مقبول ہوں گی۔ پس ان کے گھر امیر کا جانا ہی ان کے لئے ایک شرف ہوتا ہے۔ پس اپنے غریب بھائیوں کے گھروں میں جائیں اور ان کو عید کی مبارکباد دیں اور جتنی توفیق ہو اُن کو بھی اپنی عیدی میں شامل کریں۔“

(خطبات عیدین، خطبہ عید الفطر 17/ دسمبر 2001ء صفحہ 358-359)

سامعین! ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”یاد رکھنا چاہیے کہ عید اصل میں خوشی کا نام ہے اور خوشی اس وقت ہوتی ہے جب انسان کسی کام میں کامیابی حاصل کرے۔ اگر کامیابی نہیں تو کون عقل مند ہے جو خوش ہو گا بلکہ الٹا ناکامی پر روئے گا۔ پس عید کو بھی ہمیں اسی طرح دیکھنا ہو گا۔ جب کوئی عید مناتا ہے تو اصل میں وہ اپنی کامیابی کا دعویٰ کر رہا ہوتا ہے۔ جب یہ کامیابی کا دعویٰ ہے تو ہم میں سے ہر ایک کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ کیا حقیقت میں کامیابی ہے اور کیا اس کامیابی کی وجہ سے اسے حق حاصل ہو گیا ہے کہ وہ عید منائے۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ ایک دن ہم عید کا مقرر کر کے اس دن ہم اچھے کپڑے پہن لیں، کھانا پینا اچھا کر لیں، ظاہری طور پر رونق لگالیں، شور شرابا کر لیں، دعوتیں کھالیں اور کھلا دیں۔ ان سب چیزوں میں ہم کچھ نہ کچھ خرچ کرتے ہیں۔ یہ سارے کام مفت نہیں ہوتے۔ تو جس عید پر ہم صرف خرچ کرتے ہیں اور وہ ہمیں کچھ دے کر نہیں جاتی تو پھر وہ عید نہیں ہو سکتی۔ یا کچھ حاصل بھی کیا تو وقتی خوشی۔ عید تو وہ ہے جو ہمیں کچھ دے کر جائے اور وہ باطنی عید ہے۔ اندرونی عید ہے۔ دلی عید ہے۔ وہ عید ہے جو ہماری روح کو سیراب کرے، جو ہمیں کچھ دے۔ اور ایک مسلمان کے لیے سب سے بڑی دولت اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے اور ہونا چاہیے اور یہی حقیقی عید ہے کیونکہ اس میں کامیابی نظر آ رہی ہے۔“

(خطبہ عید الفطر فرمودہ 24/ مئی 2020ء)

حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”آج عید کا دن ہمیں اس بات کی طرف توجہ دلانے اور یاد کروانے والا ہونا چاہئے کہ جن نیکیوں کے مزے ہم نے ایک مہینے میں چکھے ان کو ہم نے جاری رکھنا ہے۔ ان باتوں جن کی طرف عموماً ہماری رمضان کے مہینے میں توجہ رہتی ہے، ان میں عبادتیں بھی ہیں اور صدقات اور مالی قربانیاں اور حقوق العباد کا خیال رکھنا بھی ہے یہ باتیں اب اجتماعی طور پر ایک خاص ماحول کے تحت کرنے کا عرصہ تو ختم ہو گیا لیکن ایک مومن کی حقیقی ذمہ داری اور مقام یہی ہے کہ نیکیوں کو نہ صرف جاری رکھے بلکہ ان میں بڑھے۔ پس کل سے اس سال کے فرض روزوں کے دن تو ختم ہو گئے جن میں ہم نے بہت سی نفلی عبادتیں بھی کیں لیکن جن دوسری عبادتوں اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ ہوئی اسے ہمیں جاری رکھنا چاہئے۔ نوافل کی طرف توجہ ہوئی تو اسے جاری رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ نمازوں کی باقاعدگی کی طرف توجہ ہوئی تو اسے جاری رکھنا ہے۔ اپنے نفس پر کنٹرول کی ٹریننگ ہوئی تو اس پر قائم رہنے کی کوشش ہم نے کرنی ہے۔ ہمدردیٔ خلق کے جذبے کی طرف توجہ ہوئی تو اس پر اپنے آپ کو قائم رکھنا ہے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ نماز باقاعدگی سے پڑھیں لیکن اگر وہ اپنے نفس کو ٹٹولیں تو یہ ان کے نفس کا دھوکہ ہے، وہ کوشش کرتے ہی نہیں۔ نماز کی ادائیگی کی ذمہ داری کو سمجھتے ہی نہیں۔ اگر سمجھتے ہوں تو کبھی کوشش ناکام ہو ہی نہیں سکتی۔ آخر رمضان کے مہینے میں عموماً بہتر صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان دنوں میں حقیقی کوشش ہوتی ہے... اور یہی عید کا حقیقی مقصد ہے۔ اگر یہ نہیں تو آج خاص طور پر تیار ہونا، اچھے کھانے کھانا اور دوستوں کو ملنا اور دوسرے پروگرام بنانا یہ تو بے مقصد ہے۔ اصل روح تو آج کی خوشیوں کے پیچھے یہ ہے کہ ایک مہینہ خاص طور پر اپنی تربیت کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کے حکم سے بعض جائز کاموں سے رکے اور خوشی سے اور قربانی کرتے ہوئے رکے۔ آج ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں سے ہی اس کی خوشی منا رہے ہیں کہ یہ ہم نے مہینہ گزارا لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی عہد کرتے ہیں کہ اس مہینے کی تربیت کی وجہ سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف ہم آئندہ بھی توجہ دیتے رہیں گے۔“

(خطبہ عید الفطر فرمودہ 16/ جون 2018ء)

فرمایا:

”اپنی خوشی کے موقع پر نیک کاموں میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حصہ لیں اور حقیقت میں اس سے جو خوشی آپ کو اس کی عادت پڑ جانے کے بعد ہو گی وہ ان عارضی خوشیوں سے کہیں زیادہ ہو گی۔ اسی طرح اپنے بچوں میں بھی یہ عادت ڈالیں کہ جو اُن کے بڑے انہیں عید کے روز عیدی دیتے ہیں اس میں سے کچھ نہ کچھ دنیا کے غریب بچوں کے لئے بھی دیں۔ یہ ابھی سے بچوں کو عادت ڈالیں گے تو یہ عادت مستقبل میں ان کو جہاں خدمت خلق اور خرچ کرنے والا بنائے گی، لوگوں سے ہمدردی کرنے والا بنائے گی وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل کا حامل بناتے ہوئے ان کی زندگی کی مشکلات میں ان مشکلات سے بچانے والا بھی بنائے گی۔ نیکیوں پر قائم رہنے والے ہوں گے۔ پس یہ جاگ اگلی نسلوں میں بھی لگتی چلی جانی چاہئے اور یہی عید کی حقیقی خوشیاں ہیں۔“

(خطبہ عید الفطر فرمودہ 16/جون 2018ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں عید کو اس کے اصل مقصد کو حاصل کرتے ہوئے منانے کی توفیق دے۔ آمین

(بتعاون: زاہد محمود)

٭٭٭٭